مظلوموں کا ساتھ دیا۔ جبکہ پاکستان میں میاں نواز شریف صاحب نے بھی کویتیوں کی حمایت کی تھی۔

سعودیہ عربیہ کا ایک اور جرأتمندانہ اور اصولی موقف قابل تحسین ہے کہ اس نے سلامتی کونسل کی اس دعوت کو ٹھکرادیا ہے کہ اگلے ایک سال کے لیے سعودی عربیہ سلامتی کونسل کا غیر مستقل رکن بن جائے! سعودی عربیہ نے کہا: اب وہ کونسل نہیں رہی جو مظلوم و مقہور لوگوں کا ساتھ دے سکے۔

ہم حیرت زدہ ہیں کہ جمہوری حکومت کی حمایت کرنے اور شب و روز اسی کا طنطنہ بلند کرنے والے بہت سے لوگ بھی شام کی آزادی کی حمایت کرتے ہوئے حریت پسندوں کا ساتھ دینے کی فرضیت کے موقع پر ان کے سارے اصول و ضابطے چھلاوا ہوگئے ہیں۔ ایسے میں ہمیں مزید ورطہ حیرت میں ڈال گئے کہ بقول عربی ضرب المثل "احشفاً وسوء كيلة" کہ کھجور ردی بھی ہو اور ماپ میں بھی کوتاہی' کے مصداق سعودی عرب جیسے انصاف پسند ملک کے خلاف اس قسم کی باتیں کررہے ہیں کہ سعودی عرب نے شام کے مظلوم و مقہور عوام کا ساتھ دے کر اور ظلم کے خاتمہ کے لیے امریکہ اور اقوام متحدہ کے شام پر حملہ کرنے کے ارادے کی حمایت کر کے غلطی کی ہے۔ چند ایسے سطور بھی پڑھنے کو ملے کہ اپنی صحافیانہ شرائط و آداب کو بھی بالائے طاق رکھتے ہوئے بے ادبی کو ریکارڈ کررہے ہیں۔ دنیا اس وقت دلائل کی زبان میں بات کرتی ہے۔ سعودی عرب کے خلاف ہرزہ سرائی کرنے والوں نے ان کے خلاف دلیل سے اور انصاف سے کام نہیں لیا ہے۔ بلکہ محض جذبات اور بے محل انفعال کا شکار ہوئے ہیں۔

یہ تنقید ایسی ہی ہے کہ 1990ء میں جب صدام نے کویت کو ہڑپ کرلیا اور انہوں نے نہ چاہتے ہوئے اپنی آزادی کے لیے امریکہ کو دعوت دی تو اکثر نے میاں نواز شریف کی مخالفت کی تھی۔ ان بیچاروں کو اس بات پر دکھ تھا کہ کویت کے مظلوموں کی حمایت کیوں کی ہے اور ظالم صدام کو کھلا کیوں نہیں چھوڑا ہے!

آپ شام میں ہونے والے درج ذیل مظالم و جرائم کو پڑھیں اور فیصلہ کریں کہ شام کے شہداء و مقتولین ناحق پر ہیں یا بے محابا ظلم و ستم کا پہاڑ توڑنے والے، جسے سائیرین آبزرویڑی فار ہیومن رائٹس نے تیار کیا ہے۔ جان بحق ہونے والوں کی تعداد 106423 ہے۔ جن میں خواتین، بچے اور بوڑھے بھی شامل ہیں۔ مہاجرین کی تعداد 1750000 ہے۔ ﴿وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَنْ يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ۝﴾ ان شاء اللہ العزیز مسلمانوں کی دعائیں مظلوموں کے ساتھ ہیں۔ مظلوم اور اللہ کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں۔ اللہ ضرور شامی مظلوموں کی مدد کریں گے۔

پروفیسر محمد یحییٰ عزیز رحمة الله عليه

رضیہ رحمٰن پروفیسر گورنمنٹ وومن کالج جہانیاں

بعض اوقات ہمارے پاس خیالات کا ہجوم ہوتا ہے، بہت کچھ کہنا چاہتے ہیں لیکن الفاظ ساتھ نہیں دیتے۔ بالکل یہی حال اس وقت میرا ہے، ذہن میں ان کہی باتوں کا ایک سیل رواں ہے۔ لیکن سمجھ نہیں آ رہا کہ اپنے شریک حیات، شریک مسرت پروفیسر محمد یحییٰ عزیزؒ کی شخصیت کا کون کون سا پہلو کس طرح بیان کروں کہ سورج کو چراغ دکھانا کارِ محال ہے۔

لکھتی ہوں تو تم ہی اترتے ہو قلم سے　　　پڑھتی ہوں تو لہجہ بھی تم ، آواز بھی تم

تاریخ شادی کے تعین میں کہنے لگے: شوال کی کوئی تاریخ رکھنی ہے، ان شاء اللہ۔ کیونکہ حضرت عائشہ رضي الله عنها کا نکاح شوال میں ہوا تھا۔ جمعرات یا پیر کا دن بھی لازمی ہے۔ لہٰذا 27 شوال 1424ھ بروز سوموار تاریخ مقرر ہوئی۔

اس وقت میری عمر 37 سال اور یحییٰ عزیز صاحب کی عمر 57 سال تھی۔ 20 سال کا یہ فرق اس لیے نظر انداز کر دیا کہ میری طے کردہ شادی کی شرائط اُن پر 1000% پورا اترتی تھی۔ لوگوں نے بہت واویلا کیا کہ یہ "بابا" کتنے سال جیے گا؟

میں نے والدین سے کہا تھا کہ میں ایسے شخص سے شادی کروں گی جو: (1) عقیدہ توحید پر سختی سے کاربند ہو۔ شرک کو ظلم عظیم سمجھتا ہو۔ (2) جہیز سے مجھے نفرت ہے، وہ جہیز بالکل نہ لے۔ (3) علم میں مجھ سے زیادہ نہ سہی لیکن کم بھی نہ ہو۔

میرے لیے متعدد تعلیم یافتہ اور صاحب ثروت لوگوں کے رشتے آئے، لیکن توحید کی کمی کے ساتھ۔ اگر عقیدہ درست تھا تو جہیز نہ لینے پر رضامندی نہ تھی، جبکہ یحییٰ عزیز صاحب نے رشتہ کی منظوری کے بعد سب سے پہلے جو شرطیں رکھیں وہ یہ تھیں:

1- جہیز کے نام پر "پھوٹی کوڑی" بھی نہیں لانی۔ کہا کہ جہیز لینا اور دینا دونوں "حرام" ہیں۔ دلائل سے ثابت کیا کہ نام نہاد "علماء" جو دلیل پیش کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کو جہیز دیا تھا، تو یہ بالکل جھوٹ ہے۔ وہ سارا سامان اس رقم سے خریدا گیا تھا، جو حضرت علیؓ کی زرہ بیچ کر حاصل ہوئی تھی۔ اس لیے میں اپنی نئی زندگی کا آغاز "حرام" سے نہیں کروں گا؛ بلکہ تمام ضروری سامان مثلاً کپڑے، زیور، فرنیچر سب کچھ میں خود بنواؤں گا۔

2- نکاح سادگی سے ہوگا۔ چند مہمان آئیں گے، جن کی تواضع میری طرف سے ہوگی؛ کیونکہ لڑکی والوں کے گھر سے کھانا پینا بھی "حرام" ہے۔ البتہ ولیمہ پر ان شاء اللہ شاندار دعوت ہوگی، اس میں مہمانوں کی تعداد پر کوئی پابندی نہیں ہوگی۔

"استخارہ" کرنا تو ان کا معمول تھا۔ ہر بات، ہر کام کے لیے استخارہ کرتے۔ استخارہ کا نتیجہ انہیں بہت خوشگوار دکھائی

دیا۔عمر کے معاملے میں نبی کریم ﷺ اور حضرت عائشہؓ کی حیات مطہرہ کی مثال دی۔دراصل اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر ہمارا ''جوڑا'' بنادیا تھا،سوتمام مخالفتوں کے باوجود الحمدللہ شادی ہوگئی۔تین خوبصورت بچوں کا جنم لینا بھی تقدیر میں لکھا تھا۔

الحمدللہ میں اس لحاظ سے ''خوش بخت'' ٹھہری کہ ''جہیز'' نہیں ملا اور ''حق مہر'' میں زیورات کے ساتھ مختلف ممالک سے خریدی گئی کتب کا لازوال ''علم کا خزانہ'' ملا؛ جس کی چوری کا خدشہ نہ Out of Fassion ہونے کا ڈر! کتابوں کا یہ ذخیرہ ان کے لیے بھی ''صدقہ جاریہ'' اور میرے لیے بھی،خریدنے والے کے لیے بھی ثواب، بلکہ رہتی دنیا تک ''ثواب''!

شادی کے بعد ''ماہ عسل'' (Honey moon) منانے کا مرحلہ آیا۔ پاکستان کے شمالی علاقہ جات، بلوچستان سمیت بہت سے خوبصورت علاقے زیر بحث آئے،لیکن اس معاملہ میں بھی ''انفرادیت'' اور ''خوش بختی'' میری منتظر تھی کہ ہم نے سوچا ہم ''عمرہ'' کرنے چلتے ہیں۔سو ہم 2004ء میں عمرہ کی سعادت حاصل کرنے گئے۔ایک مہینہ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور جدہ شہر کی خوب سیر کی۔مدینہ یونیورسٹی اور رابطہ عالم اسلامی کے دفتر سمیت بہت سے تاریخی مقامات دیکھے۔عبادت بھی کی اور سیر بھی Enjoy۔وہ چونکہ عربی اور انگریزی زبان پر مکمل عبور رکھتے تھے۔''پاکستانی لباس'' میں فرفر عربی بولتے شخص کو ہر جگہ ہاتھوں ہاتھ لیا جاتا۔ہم کسی چیز کی قیمت پوچھتے،دکان دار قیمت بتاتا کچھ اور تھا لیکن لیتا کچھ اور تھا۔عربی زبان اور عربی کے ''عاشق'' کے طفیل اللہ تعالیٰ نے ایک ''پنجابن'' کو بھی اس مقدس سرزمین پر ''معتبر'' کر دیا۔الحمدللہ

یحیٰ عزیز صاحب کو عربی زبان وادب بالخصوص گرامر پر انہیں مکمل عبور تھا۔عربی گرامر ایسے دلچسپ پیرائے میں سکھاتے کہ طالب علم کہتے ''سر جی! جس بورڈ پر آپ گرامر سکھاتے ہیں، اگر یہ بول سکتا تو فرفر گرامر کا سبق سنا دیتا۔'' عربی زبان سے ''عشق'' کیوں نہ ہوتا کہ وہ 18 اکتوبر 1945 کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے تھے، جہاں ان کے والدین شاہ عبدالعزیز آل سعودؒ کے مہمان تھے۔شاہ عبدالعزیز نے یحیٰ عزیز کو اپنے بیٹے کا درجہ دیا تھا۔دو سال تک ان کے زیر سایہ پرورش پائی۔

محمد عربی ﷺ کے شہر، زبان اور عقیدہ سے محبت گویا ان کی گھٹی میں شامل تھی۔ کہتے تھے: عربی گرامر کی وجہ سے مجھے انگریزی، فارسی اور دیگر زبانوں کی گرامر سیکھنے میں سہولت ہوئی۔ مجھے اس دنیا میں جو عزت و احترام ملا، وہ عربی اور دین اسلام سے عشق کی وجہ سے ملا۔

یحیٰ عزیزؒ کے والد حاجی جان محمد صاحبؒ نے شاہ عبدالعزیز آل سعودؒ سے کیا ہوا وعدہ نبھاتے ہوئے انہیں پرائمری کے بعد اوڈانوالہ مدرسہ دارالعلوم تعلیم الاسلام میں داخل کرایا۔ جہاں سے 1964 میں درس نظامی، لاہور بورڈ سے 1962 میں ادب عربی، 1963 میں عالم عربی، 1964 میں فاضل عربی کے امتحانات نمایاں حیثیت سے پاس کیے۔ میٹرک انگلش میں

پنجاب بورڈ میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔ F.A اور B.A کے لازمی پرچوں کے امتحانات بھی پاس کیے۔

مدینہ یونیورسٹی میں داخلہ نہ پانے کا ہمیشہ افسوس رہا۔ دراصل داخلہ کی منظوری آبائی گاؤں r-80/10 پیرووال میں ڈاک کے نظام کی سستی سے داخلہ کی تاریخ گزرنے کے بعد وصول ہوئی۔

جامعہ اسلامیہ بہاولپور سے 1966 میں M.A اسلامیات کیا۔ پھر جامعہ کراچی سے 1970 میں M.A عربی میں گولڈ میڈل حاصل کیا۔ 1974 میں جامعہ کراچی سے M.A تاریخ اسلام کی سند حاصل کی۔ 1975 میں کالج آف ایجوکیشن کراچی سے B.Ed کیا۔ 1972 میں امریکن کلچرل سنٹر کراچی سے انگریزی بول چال کا اور ایران کلچرل سنٹر کراچی سے فارسی بول چال کا دو دو سالہ کورس مکمل کیا۔ غرض پاکستان میں ایم اے تک جتنے بھی عربی کے کورس ہیں سب انہوں نے کیے۔

عربی میں Ph.D کرنے لگے تھے کہ نائیجیریا کے لیے ان کا انتخاب ہوگیا۔ دس سال بعد 1975 میں واپس آیا تو ان کا منتخب کردہ موضوع کسی اور کو دیا گیا تھا۔ اس پر Ph.D کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ حال ہی میں ہم دونوں نے ارادہ کیا تھا کہ گھر کی تعمیر کے بعد حج کریں گے، پھر اکٹھے Ph.D کریں گے، مگر موت نے مہلت نہ دی۔

تدریسی خدمات: جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں ایک سال 68-1967 عربی و انگریزی، گورنمنٹ سیکنڈری سکول لیاقت آباد کراچی میں چھ سال شام کی کلاسیں، ایک سال فیڈرل گورنمنٹ اردو کالج کراچی میں اسلامیات، جامعہ ابی بکر کراچی میں تین سال اسلامیات وعربی، تین سال عربک ماڈل سکول وکالج کراچی میں عربی واسلامیات کی تدریسی فرائض انجام دیے

1998 میں خانیوال میں خواتین عربک کالج کی بنیاد رکھی، جہاں بانی پرنسپل کے علاوہ M.A عربی، اسلامیات، فاضل عربی، F.A، B.A، انگریزی بول چال اور عربی بول چال کی کلاسوں میں تدریس کے فرائض بھی انجام دیے۔

بیرون ملک تدریسی خدمات: چار سال گورنمنٹ عربک ٹیچرز کالج گوبے نائیجیریا میں عربی اور اسلامیات پڑھائی۔ چھ ماہ ایڈوانسڈ ٹیچرز کالج ازارے نائیجیریا میں عربی زبان اور میتھڈولوجی، تین سال اسلامک لاء کالج آف لیگل اینڈ اسلامک سٹڈیز مساؤ باؤچی سٹیٹ نائیجیریا میں تدریس کی۔ ڈیڑھ سال ایڈوانسڈ ٹیچرز کالج باؤچی نائیجیریا میں پڑھایا۔ چھ ماہ باؤچی کالج آف آرٹس اینڈ سائنس نائیجیریا میں اسلامیات اور عربی کی تدریس کی۔ دو سال سنٹرل مسجد شیخ ابی بکر غومی نائیجیریا میں عشاء کے بعد گورنمنٹ افسران اور بالغوں کو عقیدہ اور عربی کی تعلیم دی۔

رَضِينَا قِسْمَةَ الجَبَّارِ فِينَا   لَنَا عِلْمٌ وَلِلْجُهَّالِ مَالٌ

فَإِنَّ الْمَالَ يَفْنَى عَنْ قَرِيْبٍ وَإِنَّ الْعِلْمَ يَبْقَى لَا يَزَالُ

ترجمہ: "ہم راضی ہیں اس فیصلہ پر جو نقائص کو پورا کرنے والے اللہ نے ہمارے لیے کیا۔ کہ ہمارے حصّہ میں علم آیا اور جاہلوں کے حصّہ میں مال۔ تو بے شک مال جلدی ختم ہونے والا ہے اور یقیناً علم ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔"

جامعہ کراچی میں شعبہ عربی کے جنرل سیکریٹری رہے۔ اور شعبہ عربی کا میگزین "النخلة" شائع کیا۔ عربی سوسائٹی (النادي العربي) کے سیکرٹری جنرل کے طور پر ماہانہ میٹنگوں کی رپورٹیں اخبارات میں چھپتی رہیں۔ تاج کمپنی میں بہت سی عربی تحریروں کا انگریزی اور اردو ترجمہ کیا۔ ادارہ فروغ عربی و ترجمۃ القرآن الشیخ آصف قاسمی کراچی میں بطور استاد اور مترجم فرائض انجام دیے۔ روزنامہ جنگ میں تین سال تک "صفحہ طلبہ" کے نائب مدیر کے طور پر کام کیا۔ تین سال تک جماعت مجاہدین پاکستان کے ڈائریکٹر نشرواشاعت کے فرائض انجام دیے۔ ہلال احمر سعودی، مؤسسۃ الحرمین الشریفین کراچی کے مدیر کے طور پر خدمات انجام دیں۔ المؤتمر العالمي والآسيوي لاستحكام الأمن بين المذاهب World Confrence on Religion and Peace Pakistan chapter) کے اسسٹنٹ سیکرٹری کے فرائض بھی بخوبی نبھائے۔ مرکز الثقافة الاسلامية واللّغة العربية پاکستان Islamic Culture and Arabic Language Centre کے چیئرمین کے طور پر کراچی اور خانیوال میں باقاعدہ ادارے چلائے۔ نائیجیریا میں (1975-85) مختلف تعلیمی اداروں میں صدر شعبہ عربی و اسلامیات، ہاؤس ماسٹر اور Maintainance Officer کے فرائض بھی انجام دیے۔ Muslim Intelectual Forum Nigeria کے چیئرمین بھی رہے۔

جامعہ اسلامیہ بہاول پور میں M.A اسلامیات کے دوران دو کتابوں (1) تحقيق علم السحر في ضوء القرآن (2) "تاریخ تدوین حدیث" کی تحقیق کی۔ جماعت مجاہدین پاکستان کے ڈائریکٹر کے طور پر سیّد اسماعیل شہیدؒ کی تقویۃ الایمان کی تدوین واشاعت کی۔ خانہ کعبہ کی اہمیت و مرکزیت پر عربی کتاب کا مسودہ محفوظ ہے۔ (ان شاءاللہ شائع کراؤں گی)

کتابیں خریدنا، پڑھنا اور انہیں ذخیرہ کرنا بلکہ "پالنا" ان کا بہترین مشغلہ تھا۔ جہاں جاتے واپسی پر کتابوں کا ڈھیر ساتھ ہوتا۔ نائیجیریا سے دس سال بعد آئے تو لوگوں نے ان کی عقل پر "ماتم" کیا کہ "پاگل" کتابوں کا ڈھیر اٹھا لایا ہے۔ ہر کتاب پر تاریخ خرید یا وصولی درج کرتے۔ جو کتاب پڑھتے عموماً اس پر لکھتے کہ کب پڑھنا شروع کی اور کس تاریخ کو ختم کی۔

فی البدیہ تحریر و تقریر کی زبردست صلاحیت رکھتے تھے۔ جو لکھتے اس میں سے شاید ہی کوئی لفظ کاٹنے، مٹانے یا بدلنے کی ضرورت پڑتی۔ طالب علم عربی، انگریزی، اردو کا کوئی موضوع لے آتے۔ آنکھیں بند کر کے چند لمحے سوچتے اور پھر ایسے

بولتے چلے جاتے جیسے ''الہام'' ہورہا ہو۔ لکھنے والے کے یہ الفاظ ''آمد'' میں خلل ڈالتے کہ: سرجی انگلش سپیلنگ کا مسئلہ ہے یا Writing Spead کا، اس لیے ذرا ''آہستہ آہستہ'' لکھوائیں۔ کوئی موضوع ایسا نہ تھا جس پر ''بے تکان'' نہ بول سکتے ہوں۔ نائیجیریا میں خطباتِ جمعہ پر بھی بے حد داد پائی۔ گفتگو میں عالمانہ مہارت کی وجہ سے نائیجیریا ٹی وی نے اہم مواقع مثلاً رمضان المبارک، عیدالفطر، عیدالاضحیٰ وغیرہ پر لیکچر ریکارڈ کیے، جو ہر سال ''نشرِ مکرر'' دکھائے جاتے ہیں، کیونکہ:

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے　　　پر نہیں ، طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

2011 میں ترقی پا کر میراجھانیاں تبادلہ ہوا تو حکیم عبداللہؒ کی ''سلیمانی مسجد'' میں بھی خطبات جمعہ دے کر داد پائی۔

دل موہ لینے کا فن انہیں خوب آتا تھا۔ جو ایک دفعہ مل لیتا، دوبارہ کھنچا چلا آتا۔ سرجی! آپ سے ملے ہوئے بہت دن ہوا گئے تھے، سوچا حاضر خدمت ہو کر آپ کی ''خوش گفتاری'' سے لطف اٹھاؤں۔ اور سرجی دلچسپ واقعات، آیات، احادیث اور تجربات و مشاہدات کے ذریعے نہ صرف گراں بہا معلومات بہم پہنچاتے؛ بلکہ باتوں باتوں میں ان کی شخصیت کے منفی پہلوؤں اور بالخصوص عقیدہ کی اصلاح بھی کردیتے۔ سینکڑوں لوگوں کو ان کی تعلیمات سے ایمان اور عقیدۂ توحید پر پختگی کی نعمت ملی۔

نوجوانوں سے بہت بے تکلفی سے ملتے۔ ان کے مسائل اور الجھنوں کو بھانپنے اور چٹکیوں میں حل نکالنے میں انہیں مہارت حاصل تھی۔ نوجوان کہتے: انکل جی، سرجی! کاش ہمارے گھر کے بزرگ اپنے اور ہمارے درمیان عمر کی ''خلیج'' اور بزرگی کا ''ہوا'' کھڑا نہ کیا کریں اور آپ کی طرح شفقت اور محبت سے ہمارے مسائل سنیں اور حل بتائیں، تو بے شمار نوجوان رہنمائی اور مشورہ کے فقدان کی وجہ سے بھٹکنے اور بگڑنے سے بچ سکتے ہیں۔

ے ہر لفظ میں محبت، ہر لفظ میں دعا　　　مقروض کردیا ہے ہمیں تیرے خلوص نے

قریبی ساتھی اور شاگرد اعتراف کرتے ہیں کہ وہ وقت کے اس قدر پابند تھے کہ لوگ ان کو دیکھ کر اپنی گھڑیوں کا وقت ٹھیک کیا کرتے تھے۔ ان کو جو عزت واحترام اور امتیازات ملے، اگر کوئی عام شخص ہوتا تو اس کا دماغ ساتویں آسمان پر پہنچ جاتا۔ لیکن یہاں یہ حال کہ بلا کی سادگی اور عجز وانکساری! البتہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بعض نعمتوں، صلاحیتوں اور مواقع پر اظہار افتخار ضرور کرتے۔ مثلاً ان کا کہنا تھا: امام خانہ کعبہ عبداللہ بن سبیلؒ کی میزبانی اور مہمانداری میرے لیے باعث فخر ہے۔ یحییٰ عزیزؒ ہلال احمر سعودی کراچی کے ریزیڈنٹ ڈائریکٹر تھے اور ابوبکر یونیورسٹی کراچی میں بھی استاد کے علاوہ کلیدی عہدوں پر فائز ہونے

اورعربی بول چال پر عبور کی وجہ سے عرب مہمانوں کی مہمان نوازی ان کی ذمہ داری تھی۔امام خانہ کعبہ جب کراچی آئے تو انہیں پرفضا مقام زیارت بلوچستان میں ٹھہرایا گیا، جہاں ان کی پہلی بیوی مہرالنساء بیگم اور چھوٹی صاحبزادی صباء عزیزؒ نے امام صاحب کے کھانے پینے وغیرہ کا انتظام سنبھالا۔امام خانہ کعبہ وامام مسجد نبوی ڈاکٹر سعود الشریم اور عبدالرحمٰن السدیس اور رابطہ عالم اسلامی کے سیکرٹری جنرل عبداللہ محسن الترکی سے بالمشافہ ملاقات کو بھی باعث اعزاز سمجھتے تھے۔

انہوں نے "اقوام متحدہ" کی طرز پر مسلمانوں کے لیے ایک الگ پلیٹ فارم (اسلامی اقوام متحدہ) کا نہ صرف تصور پیش کیا؛ بلکہ اس کے لیے عملی اقدامات اٹھائے۔اس سلسلہ میں شاہ فہد بن عبدالعزیزؒ سے خط وکتابت بھی کی۔انہوں نے بہت سراہا۔گورنر مکہ ودیگر وزراء سے بھی خط وکتابت ہوئی۔شاہ فہد سمیت تمام شخصیات نے انہیں شخصی خطوط لکھے۔

ایٹمی دھماکوں کے سلسلہ میں وزیراعظم محمد نواز شریف اور صدر مملکت محمد رفیق تارڑ کو بھی ابھارنے کے لیے خطوط لکھے۔ جواب میں دونوں شخصیات نے ستائشی خطوط ارسال کیے۔تعلیمی پالیسیوں کے سلسلہ میں بھی بہت سی اہم شخصیات کو تجاویز ارسال کیں، جن کو نہ صرف سراہا گیا؛ بلکہ بہت سی تجاویز کو پالیسیوں میں شامل کیا گیا۔بالخصوص دینی مدرسوں کے نصاب میں عصری علوم کو شامل کرنے کی تجویز پر عمل درآمد بھی کیا گیا۔

ہمارا خون بھی شامل ہے تزئین گلستاں میں ہمیں بھی یاد کر لینا چمن میں جب بہار آئے

وہ حق وصداقت کی علامت تھے۔جس مسئلے کی حقانیت واضح ہوجاتی، اس پر ڈٹ جاتے اور دنیا کی کوئی طاقت انہیں اپنے موقف سے نہ ہٹا سکتی۔وہ دوستی اور دشمنی کی بنیاد عقیدہ توحید پر رکھتے۔کہا کرتے تھے کہ وہ لوگ ہرگز دوستی کے قابل نہیں جو اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک مانتے نہیں۔جو اللہ کو چھوڑ سکتے ہیں وہ ہر رشتہ سے منہ موڑ سکتے ہیں۔بقول اقبالؒ:

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں، بیگانے بھی ناخوش میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

ان سے شادی کے بعد باقاعدہ "شرعی" پردہ شروع کیا، تو لوگوں نے سوچا کہ رضیہ رحمٰن تو بس اب گئی کام سے۔شاید یہ اب Job بھی نہ کرے؛ لیکن انہوں نے پردے کو میرے لیے اعتماد اور خوش بختی بنا دیا۔سیر وتفریح، گھومنا پھرنا، ہر جگہ ساتھ لے جانا، یہاں تک کہ گھر کی تعمیر میں اینٹ، پتھر، ٹائلیں اور پینٹ کے رنگوں تک ہر جگہ مجھ سے، محمد عبداللہ یحییٰ اور محمد عبدالرحمٰن